مولانا محمد عبداللہ عفیف

دوامِ حدیث

حدیث شق صدر اور منکرین حدیث

"عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتاہ جبریل وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ فصرعہ فشق عن قلبہ فاستخرج القلب فاستخرج منہ علقۃ فقال ھذا حظ الشیطان منک ثم غسلہ فی طست من ذھب بماء زمزم ثم لأمہ ثم اعادہ فی مکانہ وجاء الغلمان یسعون الی امہ یعنی ظئرہ فقالوا ان محمدا قد قتل فاستقبلوہ وھو منتقع اللون قال انس وقد کنت اریٰ اثر ذالک المخیط فی صدرہ" (صحیح مسلم ص۹۲ باب الاسراء برسول اللہ ﷺ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچپنے میں جب بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو جبریل امین نے آکر آپؐ کو زمین پر چت لٹایا اور سینہ چاک کرکے آپؐ کا دل مبارک باہر نکالا اور پھر اس کے اندر سے جما ہوا کچھ خون نکالا اور کہا یہ آپ کے دل میں شیطان کا حصہ ہے۔ پھر ایک طلائی طشتری میں آبِ زمزم سے آپؐ کے قلب مبارک کو غسل دیا اور پھر اس کو شگاف سے ملا دیا اور اس کی اصلی جگہ پر اسے رکھ دیا۔ اتنے میں دوسرے بچوں نے دوڑ کر آپؐ کی رضاعی والدہ کو اطلاع دی کہ محمدؐ کو قتل کر دیا گیا ہے تو انہوں نے آکر آپؐ کا اڑا ہوا رنگ دیکھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ کے سینہ مبارک پر ٹانکوں کے نشان دیکھے ہیں"

اس حدیث میں شقِ صدر کا ذکر ہے مگر شقِ صدر کی حکمت بیان نہیں کی گئی کہ شقِ صدر کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ چنانچہ اس کی حکمت حضرت انسؓ ہی سے صحیح بخاری کی ذیل کی حدیث میں منقول ہے:

"عن انس بن مالک قال کان ابو ذر یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فرج عن سقف بیتی وانا بمکۃ فنزل جبریل علیہ السلام ففرج صدری ثم غسلہ بماء زمزم ثم جاء بطست من ذھب ممتلئ حکمۃ وایمانا فافرغہ فی

صدری ثم اطبقہ ۔ الخ" (صحیح بخاری ص ۵۰ باب کیف فرض الصلوٰۃ فی الاسراء ج ۱)

حضرت انسؓ حضرت ابو ذرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں ایک رات مکہ مکرمہ میں اپنے گھر محوِ خواب تھا کہ جبریل امینؑ میرے گھر کی چھت پھاڑ کر میرے پاس تشریف لائے اور میرا سینہ چاک کیا، آبِ زمزم سے دھویا پھر ایمان و حکمت سے بھری ہوئی ایک طلائی طشتری میرے سینہ میں انڈیل دی اور پھر اسے بند کر دیا۔"

حدیث اور سیرت کے دفاتر کو سرسری نظر سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر شق صدر کی کیفیت کوئی پانچ مرتبہ گذری ہے ۔ مگر صحیح یہ ہے کہ آپؐ کا شقِ صدر صرف دو مرتبہ ہوا ہے ۔ ایک دفعہ مائی حلیمہ سعدیہ کے پاس بچپن میں اور دوسری بار معراج کے موقع پر ۔ باقی مواقع پر شقِ صدر والی روایات اصولِ روایت کے معیار پر پوری نہیں اترتیں ۔

ہم نے شقِ صدر سے متعلق قدرے یہ تفصیل اس لئے لکھی ہے کہ قارئین کرام اس کو بھی پیشِ نگاہ رکھیں اور منکرینِ حدیث کے زاویۂ فکر کی بھی پیمائش کریں تاکہ معلوم ہو کہ انکارِ حدیث کے پسِ منظر میں قرآنِ عزیز کی کون سی خدمت یہ لوگ کر رہے ہیں ۔

اب منکرینِ حدیث کے حضرت انسؓ کی اس حدیث شقِ صدر پر اعتراضات مع جواب ملاحظہ فرمایئے:

اعتراضِ اول:

"جب بچپن میں حضورؐ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو حضرت انسؓ کہاں تھے ۔ آپ ایک ایسے واقعہ کے عینی شاہد بنے ہوئے ہیں جو آپ کی پیدائش سے قریباً چھتیس برس پہلے ہوا تھا ۔" (دو اسلام صفحہ ۵)

جوابِ اول:

بچپن میں شقِ صدر کی روایات حضرت انسؓ کے علاوہ حضرت ابنِ عباسؓ، شدادؓ بن اوس، عتبہ بن عبد سلمی وغیرہ صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں ۔ جیسے کہ سنن دارمی، البدایہ والنہایہ، مجمع الزوائد، ابویعلیٰ، ابنِ عساکر اور دوسری کتب میں منقول ہیں ۔ اگرچہ یہ روایات علیٰحدہ کچھ کمزور ہیں مگر جب ان کو حضرت انسؓ کی اس صحیح حدیث کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو ان میں ایک گونہ قوت پیدا ہو جاتی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔

جوابِ ثانی:

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعتراض صرف سرسری نظر کی پیداوار ہے ۔ اگر حدیث انسؓ کو بہ نظرِ امعان دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انسؓ صرف بچپنے میں شقِ صدر کا واقعہ بیان کر رہے ہیں نہ کہ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ شقِ صدر کے اس موقع پر میں بھی آپؐ کے پاس موجود تھا ۔ یعنی حضرت انسؓ کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں ہے کہ

ے مکمل تفصیل کیلئے ترجمان الحدیث ۷۷ء کا شمارہ دیکھئے ۔

میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں۔ اور جس چیز کے عینی گواہ ہونے کا دعویٰ ہے وہ صرف یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر شقِ صدر کے ٹانکوں کے نشان دیکھے ہیں اور بس ــــ اور ٹانکوں کے نشان دیکھنے کے لئے یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ شقِ صدر کے موقع پر بھی موجود ہوں۔ رہا یہ سوال کہ حضرت انسؓ یہ واقعہ کس شخص سے روایت کرتے ہیں تو اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد میں حضرت انسؓ سے بہ نفسِ نفیس بیان فرما دیا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت انسؓ نے کسی دوسرے صحابی سے سنا ہو اور اس کا نام بغرضِ اختصار حذف کر دیا ہو۔ اصولِ حدیث میں ایسی حدیث کو مرسل صحابی کہتے ہیں اور مرسل صحابی باتفاق علماء اصولِ حدیث (حدیث کے لحاظ سے) حجت ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے نزہۃ النظر، تدریب الراوی، الفیہ عراقی، کفایہ بغدادی اور مقدمہ ابن الصلاحؒ۔

اعتراضِ ثانی:

"دل کے دو حصے ہیں . . . دل ایک پمپ ہے . . . یہ صرف گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو ہاتھ اور پاؤں کی طرح لذت والم کا احساس نہیں کرتا۔ نہ ہی وہ خیر و شر کا محرک ہے۔ تمام افکار، جذبات، خیالات اور تصورات کا مرکز دماغ ہے، خیر و شر کی تحریک یہیں پیدا ہوتی ہے اور ارادے یہیں بنتے ہیں۔ اگر جبریلؑ کا مقصد منبع شر کو مٹانا تھا تو دماغ کو چیرتا نہ کہ دل کو۔ اور دماغ کا مسکن کھوپڑی ہے نہ کہ سینہ" (دو اسلام ص ۷۵، ۷۶)

جواب: دل انسانی جسم میں سرمایۂ حیات ہے۔ اگر کسی چوٹ کی وجہ سے دل کی حرکت بند ہو جائے تو فوراً موت واقع ہو جاتی ہے۔" (علم الایمان ص ۱۹۲ بحوالہ تفہیم الاسلام مولانا مسعود احمد کراچی)

آئے دن اخبارات میں یہ خبریں آتی رہتی ہیں کہ فلاں صاحب حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا نہ ہوا ہے کہ حرکتِ قلب تو بند ہو گئی ہو لیکن دماغ مسلسل مصروفِ کار رہا ہو اور بدستور رنج والم، راحت وسرور اور غصہ و گھبراہٹ کا احساس کرتا رہے۔ اور یہ بھی آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ دماغ فیل ہو چکا ہوتا ہے لیکن دل اپنا کام جاری رکھتا ہے۔

نام نہاد اہل قرآن اگر قرآنِ عزیز میں تدبر کرتے تو بات ان کی سمجھ میں آ جاتی۔ قرآنِ کریم میں بیسیوں مقامات پر یہ تصریح ہے کہ وحی الٰہی کا مہبط قلب ہے نہ کہ دماغ۔ چنانچہ سنئے اور غور فرمائیے:

(۱) "من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصدقا لما بین یدیہ وھدی وبشری للمؤمنین" (البقرۃ: ۹۷)

"جو جبریل کا دشمن ہے (وہ بے انصاف ہے) کیونکہ جبریل تو وہ ہے جس نے قرآن آپ کے دل پر

اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل کیا ہے "

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام افکار و خیالات اور جذبات کا مرکز دل ہے نہ کہ دماغ - اگر دماغ ہوتا تو قرآن کا نزول دل پر نہ ہوتا بلکہ دماغ پر ہوتا - جب دل میں لذت و سرور اور رنج و الم کا احساس ہی نہیں تو قرآن کا اس پر نزول چہ معنی دارد ؟ ـــــ معترض صاحب کو اعتراض حدیث کی بجائے قرآن پر کرنا چاہیئے تھا !

(۲) " ان اللّٰہ علیم بذات الصدور " (اللہ تعالیٰ سینوں میں دلی باتوں کا جاننے والا ہے) ـــــ اور یہ ایسی آیت ہے کہ اس میں کوئی تاویل بھی نہیں ہو سکتی -

(۳) " لھم قلوب لا یعقلون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا " (الاعراف : ۱۸۰)

" ان کے پہلو میں دل ہیں لیکن وہ ان کے ذریعے سمجھتے نہیں " ـــــ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ افکار و جذبات اور جذبات و احساسات کا مرکز دل ہے ، دماغ نہیں - اور پھر اس دل کی جگہ بھی قرآن مجید نے بیان کر دی ہے :

(۴) " افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اذان یسمعون بھا فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور " (الحج : ۴۶)

" کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی ؟ جو ان کے دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے ، سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں "

اس آیہ شریفہ سے معلوم ہوا کہ غور و فکر ، لذت و راحت اور خیالات و جذبات کا مرکز دل ہے جو سینے میں ہوتا ہے ـــــ یعنی ان تباہ شدہ مکانات کے کھنڈر دیکھ کر کبھی انہوں نے غور و فکر نہ کیا نہ سچی بات ان کو سمجھ آئی ـــــ آنکھوں سے دیکھ کر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے - گو ظاہری آنکھیں کھلی ہوں لیکن دل کی آنکھیں اندھی ہیں تو گویا کچھ بھی نہ دیکھا کہ سب سے زیادہ خطرناک اندھا پن وہی ہے جس میں دل اندھے ہو جائیں -

<u>وضاحت :</u>

پہلی آیت میں قلب بمعنی دماغ تاویل کی جا سکتی تھی - مگر آخری تین آیات میں (خصوصاً آخری میں) اس طرح کی تاویل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

بہر حال ان آیات بینات سے معلوم ہوا کہ وحی الٰہی کا مہبط و مرکز انسان کا دل ہے جو اس کے پہلو میں ہے نہ کہ دماغ جو اس کی کھوپڑی میں ہے لہٰذا دل کا آپریشن ہی ضروری تھا ، دماغ کو چیرنے کی ضرورت نہ تھی -

ؔ ناصحا ، اتنا تو سمجھ دل میں اپنے کہ ہم ،
لاکھ ناداں ہونگے تو کیا تجھ سے بھی ناداں ہونگے !